شبِ براءت کی فضیلت

قرآن، حدیث اور اقوالِ سلف کے آئینے میں

وعظ

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

سابق صدر مفتی و حال شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

پیش کش

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

اقتباس

ویسے اس سلسلے میں روایتیں کُتبِ صحاح میں عموماً نہیں ہیں، اگر چہ اُن میں سے ایک آدھ روایت ہے، جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو میں آگے بتلاؤں گا، باقی دوسری کتب حدیث کے اندر کچھ روایتیں ہیں اور مختلف حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جن کی تعداد تقریباً دس تک پہنچتی ہے، ان سے وہ روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔ ان روایتوں کو انفرادی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو اگر چہ وہ صحت کے درجے کو نہیں پہنچتیں، ضعیف اور کمزور ہیں لیکن محدثین کے یہاں قاعدہ ہے کہ اگر کوئی روایت کئی سندوں اور کئی طرق سے آئی ہو تو اس صورت میں اس کی کمزوری اور اس کا ضعف اس کے مختلف طرق کی وجہ سے متحمل ہو کر وہ اس قابل ہو جاتی ہے کہ فضائل میں اس کے اوپر عمل کیا جا سکے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتو كل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا، و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا، و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، و من يضلله فلا هادي له، و نشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له و نشهد أن سيدنا و مولانا محمدا عبده و رسوله، أرسله إلى كافّة الناس بشيرا و نذيرا، و داعيا إلى اللّٰه بإذنه و سراجا منيرا، أمّا بعد:

فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بسم اللّٰه الرحمن الرحيم: حٰمٓ، وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ، اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ، فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ، اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ، رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ. [الدخان: ١-٧]

شب براءت کے معاملے میں افراط تفریط

محترم حضرات! آج شبِ براءت یعنی پندرہویں شعبان کی رات ہے، اس رات کے سلسلے میں افراط اور تفریط کا معاملہ ہو رہا ہے: کچھ لوگ تو وہ ہیں جو سرے سے اس رات کی اہمیت اور برکات کا انکار کرتے ہیں اور اس رات میں عبادت کرنے کو سرے سے بدعت قرار دیتے ہیں۔ ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اس سلسلے میں بہت زیادہ تشدد سے کام لیتا ہے۔ کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو اس رات کی برکت اور اس کی رحمتوں کو وصول

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرنے کے سلسلے میں کچھ ایسے طریقے اختیار کرتے ہیں جن کا ثبوت کسی حدیث سے، یا بزرگوں سے، یا اصل سے نہیں؛ بلکہ بعض تو وہ چیزیں ہیں جن کو فقہاء نے کتابوں میں صراحۃً منع لکھا ہے۔ ضرورت تھی کہ اس سلسلے میں دونوں قسم یعنی افراط اور تفریط کو بیان کر کے جو اصل چیز ہے، اس کو آپ کے سامنے پیش کیا جائے۔

شبِ برأت کے ثبوت کے لیے قرآنی استدلال

اس رات کی فضیلت کے سلسلے میں ایک استدلال تو سورۂ دخان کی ان آیتوں سے کیا جاتا ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھیں، جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ پاک کی قسم کھا کر فرمایا ہے: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ﴾: ہم نے اس کتاب کو برکت والی رات میں نازل کیا اور ہم ہی اس کتاب کے ذریعہ سے لوگوں کو تنبیہ کرنے والے اور ڈرانے والے ہیں، ﴿فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ﴾: اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ اور بات اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے طے کر دی جاتی ہے۔

آیتِ بالا کی تفسیر میں حضرت عکرمہؒ کا قول

اس آیت کی تفسیر میں بعض حضراتِ تابعین جیسے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ جو ائمہ تفسیر میں شمار کیے جاتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد پندرہویں شعبان کی رات ہے۔ اس سلسلے میں کچھ اور روایتیں بھی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کے اندر سال بھر میں جن لوگوں کو موت آنے والی ہے، اس کے فیصلے کیے جاتے ہیں، جو پیدا ہونے والے ہیں ان کے فیصلے ہوتے ہیں، روزی کے متعلق فیصلے کیے جاتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بہر حال! حضرت عکرمہؓ اور بعض مفسرین اس رات کی تعیین کے سلسلے میں اس بات کے قائل ہیں کہ سورۂ دخان کی آیت میں لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے پندرہویں شعبان کی رات مراد ہے۔

آیتِ بالا کی تفسیر میں دوسرے حضراتِ مفسرین کی تحقیق

لیکن اس کے برخلاف دوسرے حضرات تابعین حضرتِ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات سے صراحۃً منقول ہے کہ اُس سے مراد شبِ قدر ہے اور قرآنِ پاک کی دوسری آیتوں اور احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے؛ اس لیے کہ اِس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ: ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾ ہم نے اس کتاب کو یعنی قرآنِ پاک کو برکت والی رات میں نازل کیا، اور قرآن پاک میں دوسری جگہ پر صراحۃً موجود ہے: ﴿شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ﴾ [البقرۃ:۱۸۵]: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس کے اندر قرآن کو اُتارا گیا ہے۔ ویسے قرآنِ پاک کا ایک نزول تو وہ ہے جو لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر ہوا ہے، وہ شبِ قدر میں ہوا ہے۔

تمام آسمانی کتابیں رمضان میں اتریں

چناں چہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت موجود ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی تمام کتابیں رمضان المبارک کے مہینے میں نازل فرمائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوپر جب صحیفے نازل کیے گئے، وہ پہلی رمضان تھی، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت جب نازل کی گئی، وہ چھے رمضان تھی، حضرت داود علیہ السلام پر زبور نازل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی گئی، وہ بارہ رمضان تھی اور قرآنِ پاک کے متعلق ہے کہ وہ رمضان المبارک کی پچیسویں رات کو جب شبِ قدر تھی، نازل کیا گیا(۱)۔

آیتِ بالا میں فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے شبِ برأت مراد نہ ہونے پر دلیل

بہر حال! شبِ قدر کی تعیین کے ساتھ قرآنِ پاک میں ارشاد ہے: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ ہم نے قرآن پاک کو شبِ قدر میں نازل فرمایا۔ شبِ قدر کے سلسلے میں آپ فضائل کی کتابوں میں سنتے بھی رہتے ہیں کہ کسی ایک رات کی تعیین نہیں ہے۔ عام طور پر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں پائی جاتی ہے اور اس میں بھی عشرے کی طاق راتوں میں: کبھی اکیسویں میں بھی ہوتی ہے، کبھی تیئسویں میں بھی، کبھی پچیس کبھی ستائیس اور کبھی انتیس۔

قرآنِ پاک کی ان آیتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا نزول رمضان کے مہینے میں شبِ قدر میں ہوا، اس لیے جو حضرات مفسرین یہ فرماتے ہیں کہ سورۂ دخان کی اس آیت میں فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے شبِ قدر مراد ہے، اس قول کو محققین نے راجح قرار دیا ہے اور حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں لیکن ان سے جو منقول ہے کہ قرآن پاک شبِ براءت میں نازل ہوا اور فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد شبِ براءت ہے، اس قول کو مرجوح اور ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

---

(۱) أخرجه أبو يعلى وابن مردويه، عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه (الدر المنثور في التفسير بالماثور ۲/ ۲۳۲، تحت قوله تعالىٰ: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بہر حال! یہ تو قرآنِ پاک کی آیت کے سلسلے میں باتیں ہوئیں۔

اس رات کی فضیلت سے متعلق روایات

ویسے اس سلسلے میں روایتیں کُتبِ صحاح میں عموماً نہیں ہیں، اگرچہ اُن میں ایک آدھ روایت ہے، جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو میں آگے بتلاؤں گا، باقی دوسری کتب حدیث کے اندر کچھ روایتیں ہیں اور مختلف حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جن کی تعداد تقریباً دس تک پہنچتی ہے، ان سے وہ روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔ ان روایتوں کو انفرادی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو اگرچہ وہ صحت کے درجے کو نہیں پہنچتیں، ضعیف اور کمزور ہیں لیکن محدثین کے یہاں قاعدہ ہے کہ اگر کوئی روایت کئی سندوں اور کئی طرق سے آئی ہو تو اس صورت میں اس کی کمزوری اور اس کا ضعف اس کے مختلف طرق کی وجہ سے متحمل ہو کر وہ اس قابل ہو جاتی ہے کہ فضائل میں اس کے اوپر عمل کیا جاسکے۔

خیر القرون سے اس رات کی عبادت ثابت ہے

ویسے خیر القرون- یعنی نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن زمانوں کو بہترین زمانے قرار دیا، حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرات تابعین اور تبعِ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانے (۱)- سے اس رات کے اندر عبادت کا کرنا اور اس رات کی وصول یابی کے

(۱) خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. (صحیح البخاری، عن عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تعالیٰ عَنْهُمَا، بَابٌ: لَا يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے اہتمام کرنا اکابر سے ثابت ہے تو خیر القرون کے عمل سے بھی اس رات کا احیاء یعنی اس رات کے اندر عبادت کا اہتمام کرنا ثابت ہے؛ اس لیے جو حضرات اس رات کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اس کی کوئی فضیلت نہیں ہے، اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے، یہ بات درست اور صحیح نہیں ہے، بلکہ اسلاف کے زمانے سے، صحابہ اور تابعین کے زمانے سے اس رات میں بیدار رہ کر عبادت کے ذریعہ اس رات کو وصول کرنا اور اس میں احیاءِ لیالی یعنی برکت والی راتوں کو زندہ رکھنا اور بیدار رہ کر عبادت کر کے وصول کرنا اور اس کی اہمیت کو تسلیم کرنا؛ ان حضرات سے ثابت ہے۔ اسی لیے ہمارے اکابر کا عمل بھی یہی رہا ہے کہ اس رات میں یہ تاکید کرتے تھے کہ آدمی اپنے طور پر عبادتوں کا اہتمام کرے اور اس رات کو وصول کرنے کی اپنے مقدور بھر کوشش کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

اس سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت موجود ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے یہاں ان کی باری کی رات کو تشریف لائے اور آپ نے سونے کی تیاری کی پھر اُٹھ کر آپ باہر تشریف لے گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ دیکھیں کہ آپ کہاں تشریف لے گئے؛ اس لیے آپ کو دیکھنے پیچھے گئیں، دیکھا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع میں تشریف لے گئے تھے اور وہاں اہلِ بقیع کے لیے آپ نے دعا بھی فرمائی پھر واپس تشریف لائے اور عبادت میں مشغول ہو گئے (۱) اور آپ کی عبادت کی کیفیت بھی اُسی روایت

(۱) سنن الترمذي، باب مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، رقم الحديث: ۷۴۴.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں یہ ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اتنا لمبا اور طویل سجدہ کیا کہ مجھے وہم ہونے لگا کہ خدانخواستہ کوئی دوسری بات تو نہیں ہے۔ جس کے ساتھ محبت زیادہ ہوتی ہے، وہاں یہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔ یعنی دیر سے سجدہ میں گئے ہیں اور لوٹے نہیں تو ایسا تو نہیں کہ روح پرواز کر گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مَیں نے ہاتھ لگا کر آپ کے قدموں کے تلوؤں کے اوپر دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا فرما رہے تھے: اللھمّ أعوذُ بِرِضاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعافاتِكَ مِنْ عُقُوبتكَ، وَاعوذُ بِكَ مِنْكَ لا احْصِي ثَنَاءً عَلَيكَ، انْتَ كَمَا اثْنَيْتَ عَلَى نَفسِكَ (١).

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ قبیلۂ بنوکلب کی بکریوں کے جسموں کے اوپر جتنے بال ہیں، اس سے زیادہ آدمیوں کی مغفرت فرماتے ہیں (٢)۔ عرب کے اندر یہ قبیلۂ بنوکلب بکریاں پالنے میں مشہور تھا۔ ایک تو قبیلۂ بنوکلب کی بکریاں اور پھران کے بالوں کے برابر لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بے شمار آدمیوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

(١) الترغيب والترهيب للأصبهاني، فصل في فضل صيام شعبان وفضل ليلة النصف من شعبان، ٢/٣٩٤.

(٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰه تعالیٰ عنها، قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لَيْلَةً فَخَرَجْتُ، فَإِذَا هُوَ بِالبَقِيعِ، فَقَالَ: أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ، إِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ (سنن الترمذی، باب مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہے کہ رات کے شروع ہی سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے: أَلَا مُسْتَغْفِرٌ فَأَغْفِرَ لَهُ؟ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ؟ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ؟ ہے کوئی گناہوں کی بخشش چاہنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو معاف کروں، ہے کوئی روزی کا مانگنے والا کہ میں اس کو روزی دوں، ہے کوئی مصیبت میں گرفتار جو اپنی مصیبت سے رہائی چاہتا ہو کہ میں اس کو مصیبت سے رہائی اور چھٹکارا دوں (۱)۔ اللہ تعالیٰ حاجت مندوں کا نام لے لے کر اعلان فرماتے ہیں۔

در تیری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے

ویسے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ایسا اعلان ہر رات آخری حصے میں ہوتا ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں ایسا نہیں ہے کہ آپ سال بھر انتظار کریں، تب اس چیز کی نوبت آئے گی۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کے آخری حصے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا خصوصی قرب دنیا والوں کو نصیب ہوتا ہے، باری تعالیٰ اپنی رحمت سے بندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسی طرح کا اعلان فرماتے ہیں کہ: ہے کوئی گناہوں کی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو معاف کروں، ہے کوئی روزی کا طلب گار کہ میں اس کو روزی دوں (۲)۔ یہ اعلان کسی ایک رات کے ساتھ مخصوص

(۱) سنن ابن ماجة، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ.

(۲) صحیح مسلم، عَنْ أَبِی هُرَيْرَ رضی اللہ تعالی عنہ، باب التَّرْغِيبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَالإِجَابَةِ فِيهِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں ہے؛ بلکہ ہر رات ہوتا ہے۔ اتنا ہے کہ اس رات میں شروع سے ہوتا ہے کہ جہاں مغرب سے رات شروع ہوئی وہاں سے لے کر صبح تک برابر اعلان ہوتا رہتا ہے، دوسری تمام راتوں میں یہ ہوتا ہے رات کے آخری حصے میں جب لوگ میٹھی نیند میں مشغول ہوتے ہیں، اس وقت اعلان ہوتا ہے۔ باقی یہ ہے کہ کوئی آدمی اگر چاہے تو ہر رات کو یہ فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔

نفاق اور جہنم سے براءت

ایک بات یاد آ گئی: حج کے موقع پر مدینہ منورہ میں حاضری ہوتی ہے، چالیس نمازیں جو مسجدِ نبوی میں ادا کرنے سے متعلق روایت ہے کہ جو آدمی چالیس نمازیں مسجدِ نبوی میں تکبیر اولیٰ اور جماعت کے ساتھ ادا کرے اس کے لیے نفاق سے اور جہنم سے برأت لکھی جاتی ہے (۱) تو اس کے علاوہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ چالیس دن تک مسلسل کوئی آدمی تکبیر اولیٰ اور جماعت کا اہتمام کرے، اس کو یہ فضیلت حاصل ہوگی (۲)۔ اس روایت میں مسجدِ نبوی کی کوئی تخصیص نہیں۔ گویا آپ یہاں رہتے ہوئے بھی چالیس دن کریں گے تو وہ فضیلت پا سکتے ہیں۔ کہنے کا حاصل یہ ہے کہ ایک آدمی پیسہ خرچ کر کے وہاں جاوے، تب ہی یہ فضیلت حاصل ہوگی؛ ایسا نہیں ہے، یہاں رہتے ہوئے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ موقع دیا گیا ہے۔

(۱) مسند أحمد، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، مُسْنَدُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ، رقم الحديث: ۱۲۶۱۱۔

(۲) سنن الترمذي، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، بَابٌ فِي فَضْلِ التَّكْبِيرَةِ الأُولَى، رقم الحديث: ۲۴۱۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں

اسی طرح سے اور دنوں میں بھی یہ فیسیلیٹی (Facility) یہ سہولت آپ کو دی گئی ہے، یہ موقع دیا گیا ہے، ہم اپنی غفلت اور سستی کی وجہ سے اس موقع کو کھو دیتے ہیں، وہ دوسری چیز ہے، حالاں کہ دنیوی اعتبار سے اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ وقت کا حکمران، وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم فلاں دن، فلاں وقت، فلاں جگہ آنے والا ہے اور خصوصاً جو درخواستیں اس وقت پیش کی جائیں گی؛ وہ قبول کرے گا تو لوگ درخواستیں پیش کرنے کے لیے بہت پہلے سے آ کر کے وہاں کھڑے ہو جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جو احکم الحاکمین، رب العالمین ہیں؛ اُن کی طرف سے روزانہ رات کے آخری حصے میں یہ اعلان ہوتا ہے اور ہم غفلت کی نیند سوئے رہیں؛ تو واقعۃً ہمارے لیے یہ بڑے افسوس اور عبرت کی چیز ہے۔

بہر حال! یہ جو راتیں برکت والی بتلائی گئی ہیں، ان کے اندر آدمی عبادت کا اہتمام کرے، اس رات کے اندر یہ ہوتا ہے کہ یہ کیفیت شروع رات سے ہو جاتی ہے تو آدمی شروع سے ہی اس کا اہتمام کرلے تو یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔

پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے فضائلِ رمضان میں ایک روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی پانچ راتوں میں عبادت کا اہتمام کرلے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے جنت کو واجب کر دیتے ہیں۔ ان پانچ راتوں میں آٹھویں ذی الحجہ کی رات، نوویں ذی الحجہ کی رات،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دسویں ذی الحجہ کی رات، عید الفطر کی رات اور شبِ براءت کی رات؛ یہ پانچ راتیں اس روایت میں بتلائی گئی ہیں۔

پانچ بابرکت راتوں کے بارے میں ایک اور روایت

ویسے فقہاء نے بھی احیاءِ لیالی کے بارے میں لکھا ہے کہ بابرکت راتوں کو عبادت کے ذریعہ سے آدمی وصول کرے اور بیدار رہ کر اس کا اہتمام کرے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے "ماثبت بالسنۃ" میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا قبول ہوتی ہے، جس میں عیدین کی رات یعنی دسویں ذی الحجہ کی رات جو بقر عید کہلاتی ہے اور رمضان عید کی رات اور پہلی رجب کی رات اور شبِ براءت اور جمعہ کی رات بتلائی ہے۔ گویا یہ پانچ اور جمعہ کی رات تو ہم کو ہر ہفتہ نصیب ہو جائے گی تو یہ پانچ راتیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی جاتی ہیں (١) اور ویسے بھی فقہاء نے جن مبارک راتوں میں عبادت کا اہتمام کرنے کو مستحب لکھا ہے، ان میں پندرہویں شعبان کا تذکرہ موجود ہے۔

ان راتوں میں کوئی مخصوص عبادت ثابت نہیں ہے

بہر حال! اس سلسلے میں یہ ثابت ہے کہ اس کا اہتمام کیا جائے، باقی یہ کہ اس رات میں کوئی مخصوص عبادت ہے؟ ایسا کسی حدیث میں یا فقہ اور مسائل کی کسی کتاب میں

(١) متعدد کتبِ احادیث میں ان راتوں کی فضیلت وارد ہوئی ہے: امام بیہقی نے السنن ال※بر※ اور شعب الایمان میں حضرت ابو الدرداء اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور امام عبد الرزاقؒ نے مصنف میں اور علامہ مناویؒ نے فیض القدیر میں حضرت ابنِ عمرؓ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

موجود نہیں ہے کہ فلاں قسم کی عبادت کا اہتمام کیا جائے، جیسے شبِ قدر کے سلسلے میں بھی ہے کہ شبِ قدر رمضان المبارک میں آتی ہے، رمضان المبارک کی راتیں جو ہوتی ہیں، ان میں ہر رات کی عبادت تراویح وغیرہ تو اپنی جگہ پر ہے لیکن شبِ قدر میں کسی مخصوص عبادت کا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثبوت ہو؛ ایسا کسی روایت میں نہیں ہے، حالاں کہ شبِ قدر کے سلسلے میں روایتیں بہت قوی درجے کی ہیں اور اس کی بہت تاکیدیں آئی ہیں، اس کے باوجود عبادت کا کوئی مخصوص طریقہ نہ کسی حدیث میں موجود ہے اور نہ فقہ کی کتابوں میں موجود ہے کہ اسی انداز اور طریقے سے آدمی عبادت کا اہتمام کرے۔

بلکہ شامی جس کو سامنے رکھ کر عام طور پر مفتی حضرات فتویٰ دیتے ہیں اور اسی طریقے سے منیة المصلی اور اس کی شرح اور فقہ کی دوسری کتابوں میں صلوٰۃ الرغائب کے عدمِ ثبوت کے متعلق خاص لکھا ہے کہ بعض بڑی راتوں میں بعض لوگ بعض نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں کہ اتنی رکعتیں پڑھی جائیں اور اس میں سورۂ فاتحہ کے بعد فلاں سورت اتنی مرتبہ پڑھی جائے، فلاں رکعت میں فلاں چیز اتنی مرتبہ پڑھی جائے؛ وہ کسی بھی روایت سے کہیں بھی ثابت نہیں ہے، فقہ اور مسائل کی کتابوں میں یہ بات صراحةً موجود ہے، شامی میں بھی ہے، کبیری میں بھی ہے اور کسی حدیث سے کسی نماز کا کوئی مخصوص طریقہ ان راتوں میں پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ آدمی عبادت کا اہتمام کرے۔

مختلف عبادتیں کرے

عبادت کے مختلف طریقے اور مختلف انداز ہیں کہ آدمی اپنے طور پر نفلوں کا اہتمام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرے، یا قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام کرے، تسبیحات، درود شریف اور دعا کا اہتمام کرے۔ چناں چہ خود شبِ قدر کے سلسلے میں علماء نے لکھا ہے کہ کوئی خاص عبادت اس پوری رات میں مخصوص کرنے کے بجائے اس میں مختلف عبادتیں انجام دے، اس کی وجہ سے طبیعت کا نشاط بھی باقی رہتا ہے کہ آدمی کی طبیعت اور مزاج ایسا بنا ہوا ہے کہ ایک ہی چیز دیر تک کرتا رہتا ہے تو اس کے نتیجے میں طبیعت کے اندر ملال اور اُکتاہٹ بھی پیدا ہوتی ہے، اگر وہ مختلف اعمال کرتا رہے گا تو طبیعت کا جو نشاط عبادت میں مطلوب ہے، وہ موجود رہے گا، یعنی آدمی عبادت طبیعت کی رغبت کے ساتھ کرے، ایسا نہیں کہ طبیعت اُکتا رہی ہے اس کے باوجود آپ لگے ہوئے ہیں۔

عبادات نشاط کے ساتھ ہونی چاہئیں

بلکہ حدیثِ پاک میں تو آتا ہے کہ آدمی اگر رات کو نماز پڑھ رہا ہے یا دعا کر رہا ہے اور نیند آ رہی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سو جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ نیند کی حالت میں ایسی چیز مانگ لو جو نہیں مانگنے کی تھی، اُلٹا نیند کی حالت میں آدمی کی زبان سے کیا سے کیا نکل جاتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت پر قربان کہ آپ کی رحمت دیکھئے کہ اس حالت میں فرما دیا کہ بھائی! سو جاؤ اور پھر سو کر اُٹھ کر پھر دوبارہ جب طبیعت میں نشاط پیدا ہو جائے پھر عبادت میں مشغول ہو جاؤ (۱)۔

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - أَنَّ النَّبِيَّ - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - قَالَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهُ (سنن أبي داود، باب النُّعَاسِ فِي الصَّلَاةِ.)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بہر حال !اس طرح جبر کر کے جس کے اندر آدمی کو نیند آرہی ہے، جھونکے کھا رہا ہے، زبان سے کیا سے کیا نکل رہا ہے، کتنی رکعتیں پڑھی، وہ بھی بھول گیا، کیا مانگ رہا ہے، وہ بھی معلوم نہیں، ایسی عبادت مطلوب نہیں ہے۔ آدمی نشاط سے، طبیعت کی رغبت کے ساتھ عبادت کرے۔

دورانِ عبادت سستی پیدا ہونے کی وجہ اور اس کا علاج

اور دیکھو! آدمی آپے سے باہر کیوں ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مولانا! جہاں کچھ عبادت میں لگے کہ جھونکے آنے لگتے ہیں۔ وہ اس لیے کہ روزانہ کی عادت نہیں ہے، روزانہ کی عادت ہو تو ایسا نہیں ہوتا، آدمی کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اس کا عادی بنائے۔ یہ کیا کہ سال میں ایک آدھ رات آئی تب تو آکر حاضری دے دی، اور راتوں میں اس کا اہتمام نہیں۔ طبیعت میں جو اکتاہٹ سی پیدا ہوتی ہے، جھونکے آتے ہیں، نیند آتی ہے، بعض مرتبہ کہتے ہیں: مولوی صاحب! کیا کریں، نیند آجاتی ہے۔ نفس کو اللہ کے سامنے عبادت کرنے کی عادت ڈلوانا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجاہدات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ شریفہ تو یہ تھی کہ ہر رات آپ اتنا زیادہ اہتمام کرتے تھے کہ آپ کے پاؤں مبارک پر ورم آجاتا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اور دوسرے صحابہ کی طرف سے عرض کیا گیا کہ اللہ کے رسول! باری تعالیٰ کی طرف سے آپ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردئے گئے اور اس کے باوجود آپ اتنی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ساری عبادت کا اہتمام کرتے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا: میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں (۱)؟ اللہ نے مجھے جو نعمت عطا فرمائی ہے، اس کی شکر گزاری کا تقاضہ تو یہ ہے کہ میں رات بھر عبادت کروں؛ اس لیے آدمی عام راتوں میں بھی عادت ڈالے گا تو ان راتوں میں بھی نشاط کے ساتھ، طبیعت کی چستی کے ساتھ، رغبت کے ساتھ کام کر سکے گا۔

کتبِ فقہ میں ان راتوں میں مخصوص عبادتوں کی صریح نفی ہے

بہر حال! میں یہ عرض کر رہا تھا عبادت کا کوئی مخصوص طریقہ کسی حدیث میں یا فقہ کی کسی کتاب میں نہیں آیا ہے اور کسی بھی فقہ کی کتاب کو لے لیجیے، مسائل کی کتابیں ہیں، جیسے فقہِ حنفی کی کتابیں ہیں جن سے مسئلے لیے جاتے ہیں، آپ ان کو اُٹھا کر دیکھ لیجیے، کسی میں بھی کسی مخصوص عبادت کا ذکر نہیں ملے گا بلکہ ایسی مخصوص نمازوں کا تذکرہ کر کے ان کے متعلق صاف لکھا ہے کہ ثابت نہیں ہے۔

صلوٰۃ التسبیح خاص اس رات کا عمل نہیں

اور صلوٰۃ التسبیح کے متعلق بھی ایک بات یاد رہے کہ صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت اپنی جگہ پر آئی ہے لیکن یہ کہ یہ شبِ برأت یا شبِ قدر میں پڑھنے کی ہے، ایسا نہیں، وہ تو اس لیے بتلاتے ہیں کہ ایک آدمی رات بھر جاگنا چاہتا ہے، عبادت کرنا چاہتا ہے، ایک

(۱) صحیح البخاری، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، باب قِيَامِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حافظ قرآن ہے، وہ تو اب لمبی لمبی تلاوت ہی کرے گا۔ اب یہ کہتا ہے مولوی صاحب ہم کو تو چھوٹی چھوٹی چار سورتیں، دس سورتیں یاد ہیں۔ نماز بھی پڑھیں تو کتنی پڑھیں۔ اب دس رکعتیں پڑھی، پندرہ رکعتیں پڑھی، سولہ رکعتیں پڑھی اور اس کے بعد رکعت لمبی کرنے کو جی چاہتا ہے، سمجھ میں نہیں آتا؟ ایسا بعض لوگ کہتے ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت

اب صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت اپنی جگہ پر ثابت ہے اور اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نماز بتلائی کہ اس نماز کو اگر آپ روزانہ پڑھ سکیں تو ٹھیک ہے، نہیں تو ہفتہ میں ایک مرتبہ، نہیں تو سال میں ایک مرتبہ ضرور پڑھیں۔ ایسے مواقع پر کوئی آدمی اس کا اہتمام کرے تو گنجائش ہے (۱)۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

یہاں میں غلط فہمی دور کرنے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ صرف اس رات میں یہ پڑھی جائے، ایسا کسی روایت میں نہیں ہے، ہاں آدمی اپنے طور پر پڑھنا چاہے تو پڑھے۔ باقی یہ کہ اس رات میں ہی اس کو پڑھنا چاہیے ایسا نہیں، یہ تو چوں کہ اس رات میں آدمی مختلف عبادتیں کرتا ہے، ایک بڑا وقت ملا ہوا ہے، اس بڑے وقت میں کیا کیا کروں؟ اس کے لیے یہ بھی بتا دیا جاتا ہے کہ صلوٰۃ التسبیح آدمی پڑھ لے لیکن یہ اس طرح کہ شبِ برأت میں ہی صلوٰۃ التسبیح پڑھنی چاہیے، ایسی صراحت کہیں موجود نہیں

(۱) سنن أبي داود، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، باب صَلاةِ التَّسْبِيحِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، آپ روزانہ ہر رات میں پڑھ سکتے ہیں اور شبِ برأت میں بھی لیکن یہ سمجھ کر نہیں کہ یہ شبِ برأت کا عمل ہے۔

بہرحال! برکت والی ایک چیز ہے اور اس نماز کی اپنی جگہ پر ایک بہت بڑی فضیلت ہے اور اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ویسے بھی ہمیں پڑھنی چاہیے، موقع نہیں ملا، آج اللہ نے موقع دیا تھا تو اس کو پڑھیں۔ تو بہرحال! صلوٰۃ التسبیح بھی جو پڑھی جاتی ہے تو یہ سمجھ کر نہیں کہ اس رات کا کوئی خصوصی عمل ہے جو حدیث میں آیا ہے، ایسا نہیں ہے۔ یہ یاد رہے وہ تو آپ ہر رات میں پڑھ سکتے ہیں، ہر دن میں پڑھ سکتے ہیں۔ وقتِ مکروہ کے علاوہ جب چاہے پڑھ سکتے ہیں۔

کام کرنے والوں کے لیے وقت گزاری کوئی مسئلہ نہیں ہے

روزانہ عبادت کی عادت ہونی چاہیے، جس کے روزانہ کے اپنے معمولات ہوتے ہیں، اس کو فرصت ہی ملتی نہیں ہے، یہ بھی میں اس لیے عرض کرتا ہوں کہ روزانہ کی عادت ڈالیے تو آپ کو بھی سمجھ میں آئے کہ ایسی رات کے موقع پر ہمیں کیا کیا کرنا چاہیے؟ کیا دعائیں مانگنی چاہیے؟ کتنی تلاوت کرنی چاہیے؟ کون سی تسبیحات کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جو روزانہ کے کرنے والے ہیں، ان سے پوچھو! ان کو تو یہ رات جو ہے، وہ بھی مختصر پڑتی ہے، اتنے سارے اعمال ہیں۔ کیا کیا کروں؟ کیا کیا نہ کروں؟ اب وہ جو نہیں کرتا، اس کو بہت لمبی معلوم ہوتی ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ کیا کروں کہ میری رات پوری ہو جاوے اور وقت پورا ہو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آج تو پڑھ لیجئے!

بہر حال! کہنے کا حاصل یہ ہے کہ اس رات کا کوئی خصوصی عمل کسی حدیث میں نہیں آیا۔ ہاں یہ دعا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نقل کرتی ہیں (اللهمّ اعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَاعُوذُبِكَ مِنْكَ لا احْصِي ثَنَاءً عَلَيكَ، انْتَ كَمَا اثْنَيْتَ عَلَى نَفسِكَ)، اس دعا کا آپ اہتمام کر سکتے ہیں، باقی اور عبادت کوئی مخصوص نہیں۔ تہجد بڑی اہم نماز ہے جو ہر رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا کرتے تھے، آج اللہ نے موقع دیا ہے، روزانہ نہیں پڑھتے تو آج تو پڑھ لیجیے۔ جیسے کہ عشاء اور مغرب کی نماز روزانہ تو نہیں پڑھتے، آج تو پڑھ لیجئے۔

نوافل کب قبول ہوں گی؟

ویسے ایک بات یاد رہے، دیکھو! نوافل جتنے بھی ہیں، ان نوافل کی قبولیت کے لیے شرط ہے کہ آدمی فرائض کا اہتمام کرے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیزیں فرض کی جاتی ہیں ان فرائض کا اہتمام کوئی نہ کرتا ہو اور اس کے بغیر نوافل کا اہتمام کرے تو نوافل قبول نہیں ہوتے۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ کسی آدمی کو آپ نے اپنے یہاں کسی ڈیوٹی پر مقرر کیا ہے کہ بھائی! تمہاری ڈیوٹی یہ ہے کہ اتنے بجے سے لے کر اتنے بجے تک فلاں کام کرو۔ اب وہ ڈیوٹی والا کام کرنے کے ساتھ ساتھ پھر دوسرے اوقات میں آپ کو چائے بھی بنا کر دیتا ہے، آپ سوجاتے ہیں تو پاؤں بھی دبا دیتا ہے، آپ کو پانی پینے کی ضرورت ہے تو آپ کو پانی بھی لا کر دیتا ہے، دوسرے کام بھی کرتا ہے تو آپ زیادہ خوش

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہو جائیں گے لیکن وہ اگر ڈیوٹی والا کام تو پورا کرتا نہیں اور چائے بنا کر لا کر دے تو آپ کیا کہیں گے؟ تجھے جو ڈیوٹی سونپی گئی ہے، وہ تو کرتا نہیں، مجھے چائے بنا کر لا کر دیتا ہے تو اس سے کیا ہوتا ہے؟۔

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ نوافل جو ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اسی وقت قبولیت کا درجہ حاصل کرتے ہیں، جب آدمی فرائض کا اہتمام کرے۔ فرض کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کو چھوڑنے کی وجہ سے آدمی گنہگار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں پوچھ ہوگی۔ نوافل کے اندر تو یہ ہے کہ اگر کرے گا تو ثواب، نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی پکڑ نہیں۔ اسی لیے جو ہمارے احباب یہاں آئے ہیں، ان سے خاص طور پر درخواست ہے کہ آپ اس مبارک رات میں آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے یہ توفیق مانگ کر جائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرما کہ تیرے فرائض کو میں اہتمام کے ساتھ ادا کرنے والا بن جاؤں۔ تو آدمی کی نفل عبادت بھی اس کی برکت سے قبول ہو جائے گی۔

مسنون دعائیں اور ان کی اہمیت

میں عرض کر رہا تھا کہ اس رات کے اندر مختلف اعمال کرے، آدمی قرآنِ پاک کی تلاوت بھی کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو دعائیں ثابت ہیں، وہ مانگے۔ ایک صاحب نے حزب الاعظم کے متعلق پوچھا ہے تو ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری دعائیں جمع کر دی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مانگا کرتے تھے۔ ویسے ہم اپنے الفاظ میں کوئی دعا مانگیں، اس کے بجائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سکھلائے ہوئے الفاظ سے دعا مانگیں، یہ بہتر ہے؛ کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول الفاظ ہیں۔

ہمیں گورنمنٹ کے کسی شعبے میں عرضی دینی ہو، گورنمنٹ نے اس کے لیے فارم بھی نکالا ہو تو اس فارم کو پُر کرکے ہی عرضی دیں گے۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتے ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ بھائی! ان الفاظ میں آپ پیش کریں گے تو بات قبول کی جائے گی۔ تو یہاں اگرچہ ایسی کوئی شرط تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ کوئی حاجت ہماری ایسی نہیں جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگ کر بتلایا نہ ہو، یہ تو ہماری کوتاہی کی بات ہے کہ ہم ان دعاؤں کا اہتمام نہیں کرتے، اتنی کثرت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائیں بتلائیں۔

ادعیۂ ماثورہ تعلیماتِ نبوی کا خلاصہ ہیں

حضرت مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سنّت کا خلاصہ جو ہے، وہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتلائی ہوئی دُعائیں ہیں کہ آدمی دعاؤں کا اہتمام کرلے تو بہت ساری دنیا کی مصیبتوں سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔ آج لوگ ان مصائب سے بچنے کے لیے معلوم نہیں کیا کیا تدبیریں کرتے ہیں تو بہرحال! عام دعائیں بھی ہیں، ان تمام دعاؤں کا آدمی اہتمام کرلے تو بہت بڑی بات ہے۔

بہرحال! میں یہ عرض کررہا تھا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا اور آخرت کی کوئی حاجت ایسی نہیں چھوڑی جس کے مانگنے کا طریقہ اپنی اُمّت کو بتلایا نہ ہو تو آپ دیکھئے! یہ جو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الحزب الاعظم ہے، اس کا گجراتی ترجمہ بھی راندیر اشرفیہ سے شائع ہوا ہے اور دوسری جگہوں سے بھی۔ اُن گجراتی دعاؤں کو آپ پڑھئے، اس میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعاؤں کا ترجمہ ہے، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسے جامع الفاظ کے اندر اور ایسے عجیب و غریب انداز سے دعائیں مانگی ہیں کہ آدمی تصور نہیں کرسکتا، ایسا کہ آدمی کا جی یوں ہوجاوے کہ اس کے اوپر قربان ہوجاویں تو ہم اپنی حاجتیں ان جامع دعاؤں کے ذریعہ مانگیں اور ایسے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان چیزوں کو حاصل کرلیں۔

اِس رات میں عبادت کی پیشگی تیاریاں کریں

اور دیکھئے! جب آدمی عبادت کے لیے آ ہی رہا ہے تو اس کو پورے طور پر وصول کرنے کی تیاری کرلے۔ آپ پِکنک (picnic) کے لیے جاتے ہیں تو پکنک میں مزہ آجائے، اس کے لیے ساری تیاریاں پہلے سے کرلیتے ہیں کہ پہلے سے ''گھاری'' خرید لو اور بھوسہ بھی خرید لو، سموسے بنوالو اور یوں بھی کرو کہ فلاں جگہ جائیں گے، تب مزہ آئے گا، اس کے بغیر نہیں آئے گا۔ یہاں عبادت کے لیے آئے ہیں تو عبادت کا بھی اہتمام پہلے سے ہوجاوے۔

سنت سے ثابت امور قبولیت کے زیادہ قریب ہوتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جو دعائیں، ہیں وہ حاصل کرلی جائیں۔ یہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت شدہ چیزیں ہیں، ان کو حاصل کرنے کا اہتمام کیجیے۔ اب ایسے موقع پر جو چیزیں ثابت نہیں ہیں، وہ پھیلائی جاتی ہیں۔ یہ بھی ایک عجیب چیز ہے کہ جو چیزیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

خاص صحیح حدیثوں سے اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے ثابت ہوتی ہیں، ان کی طرف اتنی دعوت دی نہیں جاتی، دوسری چیزوں کی دعوت دی جاتی ہے۔ حالاں کہ اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینی چاہیے، وہ قبولیت کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

اس رات کو مختلف ذرائعِ عبادت سے وصول کریں

بہر حال! اس رات کے وصول کرنے کا اہتمام ہو۔ آدمی اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ رہے اور اس کو وصول کرنے کا اہتمام کرے۔ مختلف طریقوں سے: نفل نماز کے ذریعہ بھی، تلاوت کے ذریعہ بھی، تسبیحات کے ذریعہ بھی، درود شریف کے ذریعہ سے بھی اور دعاؤں کے ذریعہ بھی۔ عبادتوں کے مختلف طریقے ہیں اور نفل نمازوں میں جیسا کہ میں نے بتلایا تھا۔ خاص طور پر کوئی نماز نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سلسلے میں منقول نہیں ہے، آپ اپنے طور پر نمازوں کا اہتمام کریں۔

اجتماعی عبادت نہ ہو

اور ایک بات یاد رہے کہ علماء نے لکھا ہے اور فقہ کی تمام کتابوں میں یہ چیز موجود ہے کہ ان راتوں میں جو عبادتوں کا اہتمام کریں، وہ اجتماعی طور پر نہ ہو بلکہ انفرادی اور اپنے اپنے طور پر ہو۔ دیکھو! فرض نمازوں کے متعلق تو ہمیں حکم دیا گیا کہ فرض نمازوں کو جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کریں۔

پنج وقتہ نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کی شرعی تاکید

اس کو دین کا شعار، دین کی علامت اور نشانی قرار دیا؛ اس لیے کوئی آدمی ان پانچ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وقتوں کی فرض نمازیں اپنے گھر پر ادا کرنا چاہے اور یوں چاہے کہ میں مسجد نہیں جاتا یا جماعت کے ساتھ نہیں، اپنے طور پر پڑھوں گا، اس کی شریعت اجازت دیتی نہیں ہے، جماعت کو سنتِ مؤکدہ بلکہ واجب تک کا درجہ دیا گیا ہے۔ کوئی آدمی جماعت چھوڑنے کا عادی ہو جائے تو اس کو فاسق کہا ہے، اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔ یہ تو عام دربار ہے کہ پانچ وقت کی فرض نمازیں جو ہیں، ان کو تو مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بعض منافقین عشاء کی نماز میں مسجد میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) کہ میرے جی میں آتا ہے کہ میں اذان دلوا کر کے جماعت کھڑی کراؤں اور کسی کو جماعت کے لیے کہوں اور پھر نکلوں اور جو لوگ اپنے گھروں میں ہیں اور جماعت میں حاضری نہیں دیتے، ان کے گھروں پر آگ لگا دوں۔ اگر عورتوں اور بچّوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ایسا کرتا کہ عورتوں اور بچوں پر حاضری نہیں ہے۔ بچے تو ویسے بھی شریعت کے احکام کے مکلف نہیں ہیں (۱)۔

نوافل کی جگہ گھر ہے

نوافل کے لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے لیے بہترین جگہ اس کا گھر ہے (۲)۔ یہ جو زائد ثواب بھی ملتا ہے، فرض نمازوں میں ملتا ہے، حرم کے اندر بھی

(۱) صحیح البخاری، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، باب وُجُوبِ صَلاَةِ الْجَمَاعَةِ.

(۲) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِت رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً - قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ حَصِيرٍ - فِي رَمَضَانَ، فَصَلَّى فِيهَا لَيَالِيَ، فَصَلَّى بِصَلاَتِهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا=

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جو ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے، یہ فرض کے متعلق ہے۔ مسجد کے اندر بھی جو زیادہ ثواب ملتا ہے یا جماعت کے اندر جو ثواب ملتا ہے وہ فرائض کے اندر ہے۔ نوافل تو چند ہی ہیں جو جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں، رمضان میں تراویح یا وتر کی نماز، یا اسی طریقہ سے بارش نہ آتی ہو تو بارش طلب کرنے کے لیے ایک نماز پڑھی جاتی ہے استسقاء کی نماز، وہ جماعت کے ساتھ پڑھی جائے گی، یا سورج گرہن کی نماز، یہ جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی ہے یا عیدین کی نمازیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی نفل نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے والی شریعت میں نہیں آئی، وہ اپنے طور پر گھروں میں پڑھنے کا اہتمام کیا جائے اور اسی کو افضل قرار دیا ہے۔

قبلیہ وبعدیہ سنن کو مسجد میں ادا کرنے کی اجازت کی وجہ

البتہ یہ ہماری جو فرض نمازوں کے آگے پیچھے کی سننِ مؤکدہ ہیں، اس میں بھی بہتر اور افضل تو یہی ہے کہ آدمی ان کو اپنے گھر پر ادا کرے لیکن فقہاء نے لکھا ہے کہ آج کل مشغولیت کی وجہ سے آدمی سیدھا دکان سے یہاں آتا ہے اور یہاں سے سیدھا دکان پر چلا جاتا ہے، اب وہ وہاں تو سنتیں ادا کرے گا نہیں، یقیناً چھوٹ جائیں گی؛ اس لیے مسجد میں ادا کرلے، ورنہ عام طور پر نوافل جو ہیں، وہ گھروں میں ادا کرنا پسندیدہ ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ نوافل میں یہ چیز پسند کی گئی ہے کہ آدمی تنہائی میں، گھر میں،

= عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: قَدْ عَرَفْتُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ، فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ (صحیح البخاری، باب صلاۃ اللیل)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اکیلا ادا کرے۔

اکیلے بیٹھے رہتے، یادان کی دل نشیں ہوتی

تو اب جو لوگ اجتماعی شکل میں ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ تو ایسا ہی ہوا کہ آپ کو حاکم کی طرف سے یوں کہا جائے کہ رات کو دس بجے ہم کو الگ ملنا، اس موقع پر کوئی نہ ہو۔ اب اُس نے آپ کو رات دس بجے ملنے کا وقت دیا اور آپ جو ہیں پورا ایک مجمع لے کر کے وہاں ملاقات کے لیے جا رہے ہیں تو اچھی بات سمجھی جائے گی؟ یہ تو گویا ناقدری ہوگی بلکہ ایسے موقع پر تو آدمی متلاشی ہوتا ہے اور اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ مجھ اکیلے کو موقع دیا جائے؛ تاکہ تنہائی میں ان کے سامنے اپنی باتیں اپنی درخواستیں، ضرورتیں پیش کروں، کوئی دوسرا سننے والا نہ ہو۔ میں ہوں اور وہ ہو بس، اور کوئی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی یہ موقع دیا گیا اور بتلایا گیا کہ آپ تنہائی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ مناجات کریں۔

اس رات کو عبادات کے ساتھ گھر میں گذارنے کے فوائد

ویسے بھی گھروں میں آپ آ کر اہتمام کریں تو آپ کی وجہ سے گھر کی عورتیں بچے وغیرہ بھی مشغول ہوں گے۔ ویسے بھی عام طور پر ہم گھر میں زیادہ رہتے ہیں؛ اس لیے ہم سے گناہ کے کام بھی گھر میں بہت سے ہو جاتے ہیں تو حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ کسی جگہ پر آدمی سے کوئی گناہ کا کام ہوا ہو تو وہاں پر کوئی نیکی کا کام کرلے تاکہ کل وہ جگہ جہاں اللہ کے یہاں ہمارے گناہوں کو بتلائے گی، ہم نے جو نیک کام کیے ہیں، ان کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھی گواہی دے۔ گھر کا ہر کمرہ ایسا ہو کہ کسی کمرے میں آپ عبادت میں مشغول ہیں، کسی کمرے میں آپ کی بیوی ہے، کسی کمرے میں آپ کا بیٹا ہے، کسی کمرے میں آپ کی بیٹی ہے، سب مشغول ہیں عبادت کے اندر اور اللہ کے سامنے گڑ گڑانے کی، رونے کی آوازیں آرہی ہیں۔ ایسی مبارک رات میں تو اس سے اچھا موقع اور کیا ہوسکتا ہے۔

مؤمن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

تو بہر حال! بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسجد میں سب کے ساتھ ہوتے ہیں تو ذرا جاگا جاتا ہے، ورنہ نیند آجاتی ہے تو بھائی! دیکھو، جو طریقہ بتلایا گیا ہے، اس طریقے کی پیروی کریں۔ آدمی اپنی رائے پر اور اپنی خواہش پر عمل نہ کرے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کیا حکم ہے؟ شریعت کیا چاہتی ہے؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کیا بتلایا ہے؟ بھائی! ہمیں تو وفاء پیش کرنا ہے، وہاں سے ہمیں جو کہا گیا، اس طرح کا ہونا چاہیے۔

اللہ اور رسول کی رضا ہمارے پیشِ نظر رہے

آپ کو کوئی آرڈر کیا جائے کہ اس قسم کا مال چاہیے، اب جو آرڈر دیا گیا ہے، اس کے خلاف جو دوسرا مال آپ کی نگاہوں میں زیادہ قیمتی ہے، زیادہ پیسہ خرچ کر کے آپ نے تیار کیا ہوا ہے تو جس نے آرڈر دیا ہے، وہ کہے گا کہ یہ واپس لے جاؤ۔ آپ کہیں گے بھائی! تو نے جو آرڈر دیا ہوا ہے، وہ تو دس روپۓ میں تیار ہوتا ہے، یہ تو میں نے سو روپۓ خرچ کر کے تیار کیا ہے، تو وہ کہے گا کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے جیسا بتلایا گیا ہے، جیسا مانگا گیا، ویسا عمل پیش کرنا ہے، ہم اپنی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مرضی سے اپنی طرف سے طے کریں کہ یوں ہونا چاہیے، توں ہونا چاہیے۔ اس چیز کی شریعت اجازت نہیں دیتی، ہمیں شریعت میں اپنی رائے کو، اپنی خواہش کو، اپنی پسند کو دخل دینے کا حق دیا نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کیا چاہتے ہیں؟ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا چاہتے ہیں، وہ ہمیں تو دیکھنا ہے۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید

ایک مرتبہ ایک آدمی عید کے روز عیدگاہ کے اندر نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: بھائی! تو نماز پڑھ رہا ہے؟ تو اُس نے یوں کہا: اس نماز پر اللہ تبارک وتعالیٰ عذاب تو نہیں دے گا؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھائی! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عید کے روز عیدگاہ کے اندر عید کی نماز سے پہلے نماز ثابت نہیں ہے، اس پر تجھے کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

تو بہر حال! ان چیزوں کا اہتمام ہماری نگاہوں میں ہونا چاہئے، جیسے کہ نماز اپنی جگہ پر بہت اہم چیز ہے لیکن دیکھو شریعت نے ایسے اوقات بھی رکھے ہیں، جن میں یہ منع ہے۔ حدیثِ پاک میں بھی آتا ہے: سورج طلوع ہو رہا ہو، سورج سر پر ہو، سورج غروب ہو رہا ہو، اُس وقت شریعت نے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ گویا ہمیں ایک اصول کا پابند بنایا گیا کہ جو چیز جس وقت ہم کہیں، وہ عبادت ہے، جس وقت نہ کہیں، وہ عبادت نہیں ہے۔ کوئی آدمی سورج نکل رہا ہو اُس وقت نماز پڑھے گا تو وہ نماز اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہے، اُس پر ثواب نہیں ملے گا، بلکہ گناہ ہے، مکروہ لکھا ہے تو بہر حال کہنے کا حاصل یہ ہے کہ عبادت کا جو طریقہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ثابت ہواس طریقے کے مطابق عبادت کا ہمیں اہتمام کرنا چاہیے۔ اپنی مرضی، اپنی رائے، اپنی پسند، اپنی چاہت کو اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل نہیں

اس لیے ان نوافل میں بھی اہتمام اس کا ہو، آدمی اس کی کوشش کرے یا اپنے طور پر اپنے گھروں میں اس کا اہتمام کرے، جتنا اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ پھر بعد میں نیند آئی تو سوگئے۔ پھر اُٹھے، اُٹھنے کا پھر اہتمام کیجیے اور کسی سے دوبارہ نہیں اُٹھا جاتا تو حدیثِ پاک میں یہاں تک آیا ہے کہ کوئی آدمی عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اور پھر فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ ادا کرے تو رات بھر جاگنے کا اور عبادت کا ثواب اس کو مل جاتا ہے (١)، اتنی آسانی کر دی ہمارے لیے۔

جاگنے کا مطلب کیا ہے؟

باقی یہ بات بھی یاد رہے کہ جاگنے کا مطلب کیا ہے؟ جاگنے کا مطلب یہ ہے کہ جاگ کر آدمی اپنے اوقات کو اللہ کو راضی کرنے میں مشغول کرے: نوافل کے اندر اور تلاوت میں، ذکر میں، تسبیحات میں، درود میں، دعاء میں۔ یہ نہیں کہ صرف اس رات میں جاگنا مطلوب ہے۔

بعض لوگ کیا کرتے ہیں؟ آج تو جاگنے کی رات ہے۔ باہر جا کر کے وہاں لاریاں ہیں، وہاں کھانا پکایا جارہا ہے، ناشتے ہورہے ہیں، آئس کریم کھائی جارہی ہے اور بیٹھے

(١) صحیح مسلم، عن عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، باب فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِي جَمَاعَةٍ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں، گپ شپ ہورہی ہے، آوازیں کسی جارہی ہیں۔ یہ تو بہت خطرناک چیز ہے، بہت خطرناک چیز ہے! حرم کے اندر جیسے ایک نیکی آدمی کرے، اس کا ثواب لاکھ گنا ملتا ہے۔ لیکن اس میں کوئی گناہ کرے گا تو؟ ایک آدمی باہر گالی بولے، اور ایک یہ کہ مسجد کے اندر منبر کے پاس بولے تو آپ سمجھ سکتے ہیں گناہ تو دونوں جگہ ہے، وہاں بھی ہے، یہاں بھی ہے۔ لیکن یہاں اور زیادہ خطرناک! تو بھائی اس طرح اپنے اوقات کو ضائع کرنا اور اس طرح گپ شپ میں یا برائیوں میں مشغول ہونا ویسے تو اور راتوں میں بھی بُرا ہے لیکن ایسی بڑی برکت والی راتیں ہوں تو اور بھی برا ہے۔

گناہ تو پھر گناہ ٹھہرا، عبادتیں بھی ہیں مجرمانہ

پھر یہ کہ غلط فہمی کیا ہے، انداز دیکھئے کہ ایک تو گناہ ہو، غلط ہو رہا ہو پھر سوچ رہے ہیں کہ ہم رات کو وصول کر رہے ہیں۔ اللہ اکبر! یہ وصول کرنا ہوا یا پھر اپنے آپ کو اور مصیبت میں ڈالنا ہوا؟ ایسے لوگوں کو تو یوں چاہیے کہ جلدی سے گھروں میں جا کر دروازہ بند کر کے جو پڑھ سکتے ہیں پڑھیں ورنہ سو جاویں۔ کم سے کم ہر چھوٹے بڑے گناہ سے اپنے آپ کو بچانے کا اہتمام کریں، اتنا تو کر سکتے ہیں کہ نیکی نہیں ہو سکتی تو گناہوں سے اپنے آپ کو بچالیا جائے۔ ایسی رات اور ہم سے گناہ ہو جائے، یہ تو بڑی خطرناک بات ہوگی۔ اس لیے اس کا خاص اہتمام کریں۔

بیٹا تو بھی سویا رہتا، یہ اچھا تھا بہ نسبت اس کے......

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بچپن میں مجھے عادت تھی کہ والد صاحب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رات کو اُٹھ جاتے تھے تو انہوں نے مجھے بھی شب خیزی کی یعنی آخری رات میں اُٹھنے کی عادت ڈالی تھی، ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اُٹھے، عبادت میں مشغول ہوئے، کچھ لوگ سوئے ہوئے تھے، حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں بچّے تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے والد صاحب سے کہا: یہ لوگ تو ایسے پڑے ہوئے ہیں، ایسے خراٹے لے رہے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مُردے ہوں تو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ والد صاحب نے کہا بیٹا تو بھی سویا رہتا، یہ اچھا تھا بہ نسبت اس کے کہ ان کی بُرائی میں مبتلا ہوا۔

عبادت پر غرور نہ ہو

پھر یہ کہ اللہ نے اگر عبادت کی، دو چار رکعت پڑھنے کی توفیق دے دی، تسبیحات کی، دعاء کی توفیق دے دی تو اس پر غرور بھی نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بھی شریعت کی ایک خاص تعلیم ہے؛ اس لیے آپ دیکھیں گے کہ تمام عبادتوں کے آخر میں عام طور پر استغفار رکھا گیا ہے۔ نماز میں بھی سلام کے بعد استغفار ہے استغفر اللہ۔

عبادت کے بعد بھی استغفار کی تعلیم

چناں چہ احادیث میں ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ختم ہونے کو حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین استغفار کے کلمات سے سمجھتے تھے کہ آپ کی نماز پوری ہوئی (١)۔ روزے کے اندر یاواسع المغفرۃ کی تعلیم ہے کہ اے وسیع مغفرت کرنے والے میرے گناہوں کو معاف فرما (٢)۔ تو بہر حال! تمام عبادتوں میں عام طور پر آخر میں استغفار

(١) صحیح مسلم، عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، باب اسْتِحْبَابِ الذِّکْرِ بَعْدَ الصَّلاَۃِ وَبَیَانِ صِفَتِہِ۔ =

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رکھا گیا؛ تاکہ آدمی کو عبادت کرکے غرور پیدا نہ ہو، فخر نہ ہو؛ یہ غرور پیدا نہ ہو کہ میں نے کچھ کیا ہے، بلکہ ڈرتے رہنے کی ضرورت ہے کہ معلوم نہیں ہمارا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوتا بھی ہے کہ نہیں۔ ہمارے اکابر اور اسلاف جن کی زندگیاں اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری میں گذریں، جو رات رات بھر اللہ کے سامنے کھڑے رہتے تھے۔ رات جب ختم ہونے کا وقت آتا تو روتے تھے۔ وقلوبھم وجلة کہ ان کے دل ڈرے اور سہمے رہتے تھے کہ پتہ نہیں یہ ہم نے اللہ کی جو عبادت کی ہے اللہ کے یہاں قبول بھی ہوتی ہے کہ نہیں؟

نفلی عبادت نہ کرنے والوں کی تحقیر دل میں نہ ہو

تو بہرحال آدمی کو اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبادت کی توفیق مل جائے تو اس پر غرّہ نہ ہو۔ پھر غرہ نہ ہونے کے ساتھ یہ بھی نہ سوچے کہ دوسرا آدمی مشغول نہیں ہوا۔ بعضوں کو خیال آتا ہے، بعض لوگ بولتے بھی ہیں کہ ایسی برکت والی رات میں آکے سوگیا تو صبح تک اُٹھا ہی نہیں، عشاء پڑھی، فجر پڑھی، اللہ کا بندہ دو رکعت پڑھ لیتا۔ ایسی بات بولتے ہیں۔ ارے بھائی! وہی بات ہوگئی کہ آپ نے گویا اُس پر تنقید کردی۔ یہ جو کچھ کرتا تو نفل ہوتا، فرض تو وہ پڑھ کر سویا ہے، عشاء تو اس نے پڑھی ہے، آپ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ عشاء پڑھ کر سویا ہے، ایسا پڑ کر سویا کہ بس فجر کے لیے اُٹھا، ابھی دو رکعت بھی پڑھنے کی اس کو توفیق نہیں ہوئی تو یہ فرض تو ادا کر ہی چکا ہے۔ جو کچھ بھی ہے وہ

=(٢) شعب الإیمان، عن ابنِ عُمَرَ، فَصْلٌ، مَا يُفْطِرُ الصَّائِمُ عَلَيْهِ، وَمَا يَقُولُ عِنْدَ فِطْرِهِ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نفل کا معاملہ ہے۔اب آپ اس پر تنقید کیوں کرتے ہیں اور اپنا عمل کاہے کو ضائع کرتے ہیں۔ بھائی! یہ تو نفل تھا، آپ نے کیا، آپ کو ثواب ملے گا، نہیں کیا تو ثواب سے محروم رہے لیکن آپ اس کی برائی کر کے غیبت کر کے اپنے آپ کو اللہ کے یہاں گرفتار کرتے ہیں۔ یہ تو بڑی خطرناک بات ہو جائے گی؛ اس لیے یہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔تو بہر حال اس کا خصوصی اہتمام ہو کہ آدمی اس رات میں اپنے آپ کو ہر چھوٹے بڑے گناہوں سے بچانے کی کوشش کرے۔ خاص کر کے ہمارے نوجوان بھائیوں سے بھی درخواست کروں گا کہ بھائی! اور راتیں تو خدا نہ کرے کہ ضائع ہوئی ہوں لیکن اس رات میں ایسا نہ ہو۔ جو تھوڑی بہت عبادت کی توفیق ہو جائے کرنے کے بعد اپنے آپ کو ہر لغو کام سے، بے کار کام سے بچانے کی کوشش کیجیے، اس کا اہتمام کیجیے، یہ تو کرنے کی چیز ہے۔

شبِ برأت میں قبرستان جانے کا حکم

رہا اس رات میں قبرستان جانا، تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیاتِ طیبہ میں ایک مرتبہ جنّت البقیع میں جانا ثابت ہے لیکن اس کے لیے بھی اجتماعی شکل اختیار نہ کی جائے، انفرادی طور پر آدمی اپنے وقت میں جانا چاہے تو ٹھیک ہے۔اس میں بھی گویا تنہا اور دیر رات میں جانا چاہے جاوے۔اس کی گنجائش ہے۔ ہر عمل کو اس کے مقام پر اس کے درجہ پر رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حکمِ شرعی کو اس کی حدود میں رہتے ہوئے ادا کرنا مطلوب ہے

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو عمل شریعت سے جتنے درجے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں جتنا ثابت ہو اسی درجے میں آپ اس کو کریں اور اس کا اہتمام کریں، نہ بڑھانے کی کوشش کریں نہ گھٹانے کی کوشش کریں۔ اس کا اہتمام ہو تب ہی گویا یوں سمجھا جائے گا کہ آپ نے شریعت کی حدود اور اس کے مزاج کی رعایت کی ہے۔ اگر ہم اس سے کچھ آگے پیچھے کریں گے تو یہ ہماری طرف سے شریعت کی حدود کو توڑنا ہوگا، اس میں پھر وہ خیر و برکت نہیں ہے؛ اس لیے بہر حال اس کا اہتمام ہو۔

باقی یہ حلوہ پکانا تو ویسے بھی ثابت نہیں ہے، بعض لوگ حلوے کی بھی بڑی فضیلتیں بیان کرتے ہیں، اس رات کے اندر تو ایسی کوئی فضیلت حلوہ بنانے کی کسی روایت میں آئی نہیں ہے۔

آدمی مناجات کے ذریعہ، سرگوشی کے ذریعہ تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کے سامنے رو دھو کر ایسے مبارک اوقات اور مبارک گھڑیوں میں اللہ کی توفیق بھی شامل حال ہو جائے تو اپنے گناہوں سے مغفرت طلب کرتا رہے۔

صلوۃ التوبۃ، صلوۃ الحاجۃ

بعضوں نے صلوۃ التوبۃ اور صلوۃ الحاجۃ کے بارے میں پوچھا ہے تو ویسے تو صلوۃ التوبۃ ہر روز آپ پڑھ سکتے ہیں۔ اب اگر ایسی رات میں پڑھنا چاہیں تو اور بھی اچھی بات ہے۔ توبہ تو کر ہی رہے ہیں اور توبہ کو مزید قبولیت کے قریب کرنے کے لیے صلوۃ التوبۃ کی نیت سے دو رکعت بھی پڑھ لیں۔ صلوۃ الحاجۃ بھی اسی درجے میں ہے۔

تو بہر حال جیسا کہ پہلے بھی بتلا چکا ہوں، اس رات کے خاص اعمال میں سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صلوۃ التوبۃ یا صلوۃ الحاجۃ یا صلوۃ التسبیح نہیں، ویسے آدمی اپنے طور پر کرے اور کوئی کرتا ہو تو کرنے دے، کسی کے ساتھ کوئی حجت اور بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوشش یہ ہو کہ اپنے طور پر جتنا اپنے اعتماد کے اہل علم سے پوچھا ہوا ثابت ہو، اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے۔ ویسے بھی دین کے معاملے میں، ایسے نوافل اور ان چیزوں میں لڑائی اور جھگڑے کو پسند نہیں کیا گیا، بس اللہ تعالیٰ سے لینا ہے، اس کے سامنے گڑگڑانا ہے، گریہ وزاری کرنا ہے، اس کا اہتمام ہو۔ مختصراً شبِ برأت کے متعلق جو کچھ تھا، وہ عرض کردیا۔

بہر حال! اس کا جو درجہ ہے، اس درجے میں رہتے ہوئے کوشش کریں، اس کا اہتمام کریں۔ ہاں! روزے کے متعلق یہ بات یاد رہے، ابن ماجہ شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پندرھویں شعبان کی رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو (۱)۔

آتش بازی، لائٹنگ

یہ جو آتش بازی کرتے ہیں، چراغاں (لائٹنگ) کرتے ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ماثبت بالسنۃ میں لکھا ہے کہ یہ دیوالی سے مشابہت ہے، اس کو چھوڑنے کی ضرورت ہے، اس سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ اپنے بچوں کو بھی اس سے بچانے کا اہتمام کیا جائے، یعنی ایسی چیزوں کے اندر غیروں کی مشابہت بڑی خطرناک ہے۔

(۱) سنن ابن ماجۃ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، رقم الحدیث:۱۳۸۸.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

علّامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ ہے صراطِ مستقیم، اس میں انھوں نے بہت تفصیل سے اس چیز کو بیان کیا ہے، اور ہمارے اکابر نے بھی اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے کہ غیروں کی مشابہت سے اپنے آپ کو بہت زیادہ بچانے کی ضرورت ہے۔

روزہ

خیر تو روزے کی بات چل رہی تھی کہ پندرھویں شعبان کا روزہ ہے یا نہیں، اس سلسلے میں ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے لیکن سننِ ابن ماجہ کی اس روایت پر محدثین نے نقد کیا ہے اور علّامہ عبد العظیم نے بھی الترغیب و الترہیب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو ذکر کیا ہے اور شروع میں انھوں نے جو اصول بتلائے ہیں، ان کے مطابق یہ روایت درست نہیں ہے۔ بہر حال! جہاں تک خصوصیت کے ساتھ پندرھویں شعبان کے روزہ کا تعلق ہے تو مسائل کی کتابیں جتنی بھی ہیں، ان میں جہاں نفل روزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، آپ اُٹھا کر دیکھ لیں، وہاں پندرھویں شعبان کے روزہ کا تذکرہ نہیں ہے۔ گویا حنفی کتابوں میں دسویں محرم کا روزہ ہے، نویں ذی الحجہ کا روزہ ہے، ایّامِ بیض کے روزے ہیں لیکن پندرھویں شعبان کے روزے کی خصوصیت نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ ویسے شعبان کے مہینے میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کثرت سے روزہ رکھنا ثابت ہے۔

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مسلم شریف کے اندر موجود ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے بلکہ کتبِ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہرات کے جو رمضان کے روزے ''ایام کے'' چھوٹے ہوئے ہوتے تھے، اُن کو شعبان ہی میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے روزہ رکھنے کی وجہ سے ان کی قضا کا موقع ملتا تھا[۱] تو ویسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ بندوں کے اعمال اس مہینے میں پیش کیے جاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزے کی حالت میں ہوں۔

پندرہویں شعبان کا روزہ رکھنے کی ایک بہتر صورت

ایک تو شعبان کے مہینے میں روزہ رکھنے کی مستند فضیلت ہے، اس کی بنیاد پر، دوسرا یہ کہ ایامِ بیض یعنی چاندنی راتوں: ۱۳، ۱۴، ۱۵ والے دنوں کے روزوں کا مستحب ہونا حدیث سے ثابت ہے[۲]، فقہاء نے بھی لکھا ہے، یہ پندرہویں رات کا روزہ اس معنی کر کے بھی داخل ہوتا ہے۔ اس حیثیت سے رکھے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ بہر حال اس کو الگ سے مستحب سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بہتر تو یہ ہے کہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ کا روزہ آدمی رکھ لے۔ پھر بھی صرف پندرہ کا ہی رکھ لے گا تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ بعضوں نے شعبان کے روزوں کی فضیلت کی وجہ سے اجازت دی ہے۔ خاص اس روایت کو پیشِ نظر نہ رکھا جائے۔

(۱) صحیح مسلم، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، باب قَضَاءِ رَمَضَانَ فِي شَعْبَانَ.

(۲) صحیح البخاری، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، باب صيام أيام البيض ثلاث عشرة وأربع عشرة وخمس عشرة.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وہ حضرات جن کی اس رات میں مغفرت نہیں ہوتی

ایک بات اور بھی ہے کہ ان برکت والی راتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کی جاتی ہے لیکن حدیثوں میں آتا ہے کہ بعض ایسے گنہگار بھی ہیں کہ ان برکت والی راتوں میں بھی ان کے گناہ معاف نہیں ہوتے۔ ایک تو شرک کرنے والا، دوسرا اپنے دل میں کینہ رکھنے والا۔ مشاحن شحنہ سے ہے، کینہ کہ کسی مسلمان کے متعلق اپنے دل میں کینہ رکھتا ہو تو اس کی بھی مغفرت اللہ تعالیٰ کے یہاں نہیں ہوتی (۱)۔

آپس میں رہنا صلح سے خوئے بنی آدم نہیں

آج کل ایک مصیبت ہم میں عام ہوگئی ہے، ہمارے معاشرے میں آپس کے تعلقات خراب ہوتے ہیں، دو آپس میں لڑنے والے جنہوں نے آپس میں صلح نہ کی ہو، قطع تعلق رکھنے والے بھی اس میں آجاتے ہیں، تو آج کل ہمارے معاشرہ میں یہ وبا بھی بہت عام ہوتی جارہی ہے کہ غیر تو غیر اپنے رشتہ داروں میں بھی اتنی زیادہ آپس میں منافرت اور اتنا زیادہ قطع تعلق ہوجاتا ہے کہ بھائی بھائی کے ساتھ، قریبی رشتہ دار قریبی رشتہ دار کے ساتھ بولنے کے لیے روادار نہیں ہے، یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ ایسے موقعوں سے فائدہ اُٹھا کر کے ان تعلقات کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی جائے، ورنہ اتنی مبارک راتوں میں بھی جن لوگوں کے گناہ معاف نہیں ہوتے، جن کی مغفرت نہیں ہوتی

(۱) فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَغْفِرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا الْمُشْرِكَ وَالْمُشَاحِنَ (شعب الإيمان، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، رقم الحديث ۳۵۵۰.)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ان میں اس کو شامل کیا گیا ہے اور جو شراب کا عادی ہو اس کو بھی اس میں شامل کیا گیا ہے۔

احسان جتانے والا

"والمنّان" احسان کر کے جتلانے والا۔ ایک بیماری ہمارے معاشرے میں یہ بھی ہے کہ کسی کے ساتھ کوئی احسان کیا ہو تو چاہتے یہ ہیں کہ جس کے ساتھ احسان کیا ہے وہ میرا غلام بن کر رہے، ذرّہ برابر بھی اس کے مزاج کے خلاف کچھ ہوا تو کہیں گے: ارے یار! اس پر اتنے دنوں سے میں نے یہ احسان کیا، میں نے یوں کیا، فلاں کیا، دیکھو نا اس کے باوجود یہ کیا۔ بھائی! یہ سب کچھ کیا تھا اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرنے کے لیے، صلہ حاصل کرنے کے لیے، اس سے کیوں توقع رکھتے ہو؟ بہر حال! احسان کر کے جتلانے والا بھی اس میں آتا ہے جس کی بڑی راتوں میں مغفرت نہیں ہوتی۔

ٹخنے سے نیچے ازار لٹکانا

ٹخنے سے نیچے لنگی کرتہ پائجامہ رکھنے والا۔ آج کل لمبے عربی کرتے بھی لوگوں کو پہننے کا شوق ہوتا ہے جو ٹخنے سے نیچے تک جاتے ہیں۔ کرتہ ہو تو بھی، پائجامہ ہو، پتلون ہو تو بھی اور لنگی ہو تو بھی ٹخنے ڈھک جاویں، اس طرح پہنے تو ایسے آدمی کو حدیث میں شمار کیا گیا ہے کہ اس کی ان مبارک راتوں میں مغفرت نہیں ہوتی (۱)۔ یہ ٹخنے ڈھانکنے والا مرض جو ہے، وہ بھی بڑھتا جا رہا ہے، جوانوں کے اندر خاص طور سے۔ اس سے اپنے

(۱) أخرج البیهقي عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها (الدر المنثور في التفسیر بالماثور تحت قوله تعالیٰ "فیها یفرق کل أمر حکیم" ۲۵۶/۱۳)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ کو بچانے کی ضرورت ہے۔

غلامانِ رسول ہوئے عاشقانِ افرنگ

حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تو فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا حال تو یہ ہے کہ انگریز کے کہنے سے نیکر اور چڈی پہن لی تو گھٹنے تک کھول دئے اور اللہ کے رسول کے کہنے سے ٹخنے کھولنے کے لیے تیار نہیں ہے، پائجامہ ذرا اونچا رکھنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔

بعض گناہ ہر حال اور ہر وقت میں جاری رہتے ہیں

بلکہ بزرگوں نے لکھا ہے کہ بعض گناہ وہ ہوتے ہیں کہ آدمی نے گناہ کیا، پھر اس گناہ سے نکل آیا، جیسے ایک آدمی زنا کرتا ہے، بدکاری کرتا ہے تو جب تک کہ وہ بدکاری میں مبتلا ہے وہاں تک وہ گناہ چل رہا ہے، وہ ختم ہو گیا اب وہ گناہ اس کے سر پر تو ہے لیکن اس گناہ کے اندر تو مبتلا نہیں ہے۔ ایک آدمی شراب پی رہا ہے تو جب تک پی رہا ہے گناہ کر رہا ہے، پی چکا تو اس کے نامۂ اعمال میں تو وہ گناہ لکھ دیا گیا لیکن گناہ ختم ہو گیا، اب گناہ میں نہیں ہے، اب مسجد میں ہے تو یہ نہیں کہیں گے کہ شراب پی رہا ہے۔

لیکن بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی اس میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ ہر حال میں مبتلا ہے، اسی میں یہ ٹخنے سے نیچے پائجامہ لٹکانا بھی ہے کہ نماز پڑھ رہا ہے اور ٹخنہ ڈھکا ہوا ہے تو وہی گناہ چل رہا ہے۔ سو یا ہوا ہے تب بھی اس گناہ کے اندر مبتلا ہے تو بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی اس میں چوبیس گھنٹے لگاتار مبتلا ہوتا ہے یہ بھی ایسے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہی گناہوں میں سے ہے، اس سے بچنے کا اہتمام کیا جائے۔ بھائی! جب اللہ تعالیٰ کی مغفرت ہم چاہتے ہیں، طلب گار ہیں تو اپنے آپ کو ان چیزوں سے بچانے کا اہتمام ہو؛ تاکہ ہم ایسی بڑی اور مبارک راتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے محروم نہ رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق اور سعادت عطا فرمائیں۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/